میری ذمے داری میں شریک کرے۔ عمان کے جن دو حکمرانوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی کوئی دلیل نہیں بن سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں علاقوں کی کوئی تقسیم ہو یا ذمہ داریوں کی، اور پھر ان کے اوپر اسلامی ریاست کی طرف سے عمرو بن العاص ریذیڈنٹ تھے ہی جو ہم آہنگی (COORDINATION) کا وسیلہ تھے۔

اگر ایک اسکول کے دو ہیڈ ماسٹر، ایک فرم کے دو منیجر اور ایک عدالت کے دو جج بیک وقت مامور ہوں، درانحالیکہ ان میں نائب و منیب کا تعلق نہ ہو تو اس سے جو فساد رونما ہو گا وہی کسی ریاست کے ایک سے زائد حاکموں کی وجہ سے رونما ہو گا۔ اغلباً شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا مدعا بھی دوسرا ہے، وہ یہ کہ اگر ایک امیر کسی پہلو سے کمزوری محسوس کرے تو وہ اس پہلو کے لئے کسی دوسرے شخص کو نائب کی حیثیت سے ساتھ لے سکتا ہے لیکن اسلامی ریاست میں جمہوریت و شورائیت اور تقسیم کار کے نظام کے باوجود اختیار کا آخری مرکز فردِ واحد ہوتا ہے۔

کتاب کے آخر میں انڈکس بھی موجود ہے۔

طبِ اسلامی

مؤلفہ: جناب حکیم محمد یحییٰ خان صاحب حاذق العصر۔

شائع کردہ: مکتبہ ارمغان۔ راولپنڈی۔

قیمت: تین روپے بلا جلد۔ مجلد تین روپے آٹھ آنے۔

یہ کتاب بھی ایک علمی اور تحقیقی کتاب ہے۔ اس کے مؤلف علمِ طب اور فنِ طب دونوں میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اور موصوف نے جو کچھ لکھا ہے بڑی ذمہ دارانہ حیثیت سے لکھا ہے۔ یہ موضوع جن لوگوں کے لئے وجہ دلچسپی ہو ان کو لازماً یہ کتاب پڑھنی چاہیئے۔ اس کے پس منظر میں ایلوپیتھی اور یونانی طب کے حامیوں کی متعصبانہ بحثوں کی پیدا کردہ فضا موجود ہے لیکن حکیم یحییٰ صاحب خود کم سے کم متعصبانہ نقطۂ نظر سے بالاتر ہیں۔ انھوں نے صرف وقت کے کچھ سوالات کا جواب دیا ہے اور بہت معقول طریق سے دیا ہے۔

شروع ہی میں موصوف نے اس سوئے ظن کا ازالہ کر دیا ہے کہ اطباء "اسلامی" کے لفظ سے

ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے اپنی طب کو مذہبی جامہ پہناتے ہیں۔ مولف لکھتے ہیں کہ "طب اسلامی مذہبی طب نہیں ہے، بلکہ وہ طب ہے جس نے اسلامی تاریخ کے دور میں ترقی و ترویج کی منزلیں طے کی ہیں"۔ حالانکہ لوگوں کا اپنا حال یہ ہے کہ چاہیں تو شراب خانے کو بھی اسلامی بنا دیں۔

مؤلف نے طب کی مجموعی تاریخ کا اجمالی خاکہ پیش کرنے کے بعد یونان کے گہوارے میں اس کی پرورش کا حال بتایا ہے اور پھر مسلمانوں نے اس طب میں جو کچھ اضافے کئے ہیں اور جن طبی تحقیقاتوں سے اس فن شریف کو مالا مال کر کے آج کے اہل مغرب کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ علاج وادویہ کے علوم میں دنیا کی امامت کریں، ان سب کا جائزہ لیا ہے۔ پھر مسلم اساتذۂ فن اور اس موضوع پر اساتذہ کی لکھی ہوئی علمی کتابوں کا تعارف بھی کرایا ہے۔

حکیم صاحب نے اس چیز کو ثابت کرنے پر خاص زور صرف کیا ہے کہ آج کے تمام انکشافات اور نظریات کی بنیاد میں مسلمان اکابر طب کی محنتیں پیوست ہیں۔ اور یہ کھلی ہوئی حقیقت بھی ہے جسے مغرب کے انصاف پسند علما تسلیم کرتے ہیں، لیکن حکیم صاحب کا اندازِ بیان اس مدعا کی طرف جاتا ہے کہ تحقیق وانکشاف کے جو جدید مرحلے طے کئے گئے ہیں وہ کوئی بڑی چیز نہیں ہیں بلکہ "محض ایک اجمال کی تفصیل" ہیں۔ یہ رجحان درست نہیں ہے۔ علمِ طب میں جو پیش قدمی مسلمانوں نے ماضی میں کی جس طرح وہ قابلِ قدر تھی اسی طرح طب مغرب کی پیش قدمیاں قابلِ قدر ہیں۔ ان پیش قدمیوں کو حقیر سمجھنا اور ان سے بے نیاز رہنے کی کوشش کرنا ایک مسلم کے مزاج سے مناسبت نہیں رکھتا۔ پھر ایک دورِ انکشاف میں نو بنو نظریات کا ابھرنا بھی بالکل قدرتی امر ہے اور اسے تلوّن کہہ کر خطرناک قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ دین میں جس طرح "ختمِ نبوت" ہو چکی ہے اس طرح علوم طبیعی میں "ختم تحقیق" نہیں ہوئی کہ "الیوم اکملت لکم علومکم" کا حرفِ آخر کہنے کا کوئی مقام آسکے۔ اب اگر مسلمانوں میں انحطاط کی وجہ سے طب کا بہاؤ رک گیا ہے ——— اور ایک طب ہی کا نہیں، ہر علم وفن کا حال یہی ہے ——— تو دوسروں کو پیش قدمی سے نہ روکا جاسکتا ہے اور نہ ان کی

خدمات کی قدر گھٹائی جا سکتی ہے۔

بلاشبہ ہماری طب کی چند قابلِ قدر خصوصیات ہیں جنھیں مغرب نے نظر انداز کر دیا ہے۔ مثلاً "مرض" کے ساتھ ساتھ "مریض" کو ملحوظ رکھنا، مقامی حالات اور مزاج کو پیشِ نظر رکھنا، تشخیص کا فردِ واحد سے متعلق ہونا، زیادہ ہلکی اور سادہ ادویہ کا استعمال وغیرہ۔ ان خصوصیات کو جدید تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی اُس حد تک ملحوظ رکھا جا سکتا ہے جس حد تک ضروری ہو ورنہ ان کو ہر حال میں بت بنا لینا بھی واجب نہیں۔

ہماری رائے میں "طبِ اسلامی" کا اصل قابلِ قدر پہلو فنِ معالجہ کو اسلام کے اخلاقی حدود کا پابند بنانا ہے۔ طبیب کا خادمِ خلق ہونے کے جذبے سے کام کرنا، اپنے مطب کو دارالعلاج ہونے کے ساتھ ساتھ سوشل اصلاح کا ایک مرکز بنائے رکھنا، مریضوں سے شفقت و دلجوئی کے ساتھ معاملہ کرنا، غربا پر خاص توجہ دینا، دوا سازی میں دیانت داری سے کام لینا اور حلال و حرام کی تمیز قائم رکھنا وغیرہ چیزیں ایسی ہیں کہ جو آج مغرب میں تو ناپید ہیں ہی، خود مسلمان اطبا کے ہاں سے رخصت ہوتی جا رہی ہیں۔ اس اخلاقی جوہر کو قائم رکھتے ہوئے اگر ہماری طب نئی تحقیقاتوں سے استفادہ کرے تو یہ ہر لحاظ سے خیر ہوگا۔

یہ چند باتیں برسبیلِ تذکرہ عرض کر دی گئی ہیں، ورنہ کتاب کی قدر و قیمت اپنی جگہ! قیمت کسی قدر زائد معلوم ہوئی لیکن اب تو کاغذ کی گرانی اس اعتراض کا دروازہ بند کر دے گی۔

نوٹ

متعدد کتابوں اور پمفلٹوں پر ریویو لکھ کر کاتب کے حوالے کیا گیا تھا لیکن دو ہی کتابوں نے پورے آٹھ صفحے لے لئے، اس لئے بقیہ کو روک لیا گیا ہے۔ متعلقہ مصنفین اور ناشرین حضرات اس معذرت کو قبول فرمائیں۔

(نائب مدیر)